تحقیق تعلیم انگریزی

از

حکیم الامت

مولانا اشرف علی تھانویؒ

تحقیق تعلیم انگریزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ
والسلام علی رسولہ سیدنا محمد والہ واصحبہ اجمعین"

امابعد! ہمارے زمانہ میں انگریزی تعلیم کی جواز و ناجواز کی نسبت اکثر گفتگو ہوتی ہے چونکہ اکثر جانبین کے دلائل ناکافی ہوتے ہیں اس لیے بجائے قولِ فیصل نکلنے کے روزمرہ اختلاف ہی بڑھتا جاتا ہے اور کوئی قول محقق نہیں ہوتا، نظر بریں مناسب معلوم ہوا کہ اس میں قولِ فیصل اپنی رائے کے موافق عرض کیا جائے، اُمید ہے کہ منصف کے لیے کافی شافی ہوگا اور متعصب کے لیے تو کوئی تقریر کوئی تحریر کبھی کافی نہیں ہوتی اور نہ ہونے کی اُمید۔

اب قبل شروع مقصود چند مقدمات بطور قواعد کلیہ کے تمہیداً عرض کئے جاتے ہیں کہ فہم مقصود میں آسانی ہو۔ وَعَلَیْہِ نَتَوَکَّلُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ

مقدمہ اولیٰ: کسی شے کا قبیح ہونا دو طور سے ہوتا ہے۔

۱۔ایک قباحت لعنیہ ۲۔قباحت لغیرہ

۱۔قباحت لعینہ کے یہ معنی کہ اس شے کی ذات میں قباحت اور برائی ہو کسی عارض اور خارج کی وجہ سے قباحت نہ آئی ہو، اس کی ذات میں قباحت ہونے کا یہ اثر ہوگا کہ وہ شے کبھی کسی طرح مباح نہ ہو سکے گی جس طرح زنا، سرقہ کہ ان کی ذات میں قباحت ہے کسی عارضی چیز کی وجہ سے قباحت نہیں آئی یہاں تک کہ یہ کبھی کسی طرح محل اباحت (جائز) نہیں ہو سکتے۔

۲۔قباحت لغیرہ کے یہ معنی کہ وہ شے اپنے نفس اور ذات کے اعتبار سے تو قبیح نہیں ہے مگر اس میں کچھ خارجی عوارض ایسے لاحق ہو گئے ہیں جس سے وہ شے قابل اجازت نہ رہی جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرنا یہاں بیع کے اندر فی نفسہٖ کچھ خرابی نہیں بلکہ اس میں

بعض عوارض ایسے لاحق ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ بیع ناجائز ہوگئی، وہ عارض یہ ہے کہ اذان سنتے ہی جمعہ کی نماز کیلئے حاضر ہونا واجب ہے بقولہٖ تعالیٰ:

"فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ" (الجمعۃ ۶۲:۹)

"یعنی خدا کے ذکر کی طرف چلو"۔

اور اذانِ جمعہ کے بعد اگر خرید و فروخت کی جاوے گی تو حاضری جمعہ میں تاخیر ہو گی۔ پس یہاں بیع میں قباحت اس عارض کی وجہ سے لاحق ہوگئی اور بیع قبیح و ممنوع ٹھہری ورنہ خود بیع میں کچھ خرابی نہ تھی۔

مقدمہ ثانیہ: جو امر مفاسد کا ذریعہ بنے اگر چہ وہ امر مباح ہو لیکن بسبب ذریعہ مفاسد (نقصان دہ چیز کا ذریعہ بننے کی وجہ سے) بننے کے حرام ہو جاتا ہے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ غدر کرنے والوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے۔ اگر چہ یہ بیع خود فعل مباح تھا لیکن چونکہ مفاسد کا ذریعہ بنا اور اس سے ایک فساد لازم آگیا اس لئے اب حرام ہوگیا۔

مقدمہ ثالثہ: دین صرف چند اعمال ظاہری مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی کا نام نہیں بلکہ سب سے بڑھ کر جزء عقائد کا ہے، جس پر دارومدار نجات کا ہے، کہ بغیر اس کے نجات غیر ممکن ہے۔ ایک جزء اس کا اخلاق حمیدہ ہیں کہ حسب تصریح محققین وہ بھی مثل نماز روزہ کے فرض ہے وہ اخلاق یہ ہیں، صبر و شکر و اخلاص و تواضع و سخاوت وغیرہ پس اگر کوئی صرف ان چند اعمال ظاہری کو برتے (نباہنا) اور نہ اس کے عقائد ٹھیک ہوں اور نہ اخلاق درست ہوں وہ ہرگز پورا مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔

مقدمہ رابعہ: جس دنیا کی مذمت قرآنِ مجید و احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے اس کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں۔

۱۔ حبِّ مال ۲۔ حبِّ جاہ

یعنی مال اور شان کا ایسا محبوب ہونا کہ اس کے مقابلہ میں دین کے ضائع ہو جانے کا صدمہ نہ ہو یعنی اگر کسی فعل یا قول سے دین میں کمال ہوتا ہو لیکن مال و جاہ کو نقصان پہنچتا ہو یا مال و جاہ کی ترقی ہو لیکن دین کا تنزل (نقصان، کمی) ہوتا ہو تو وہاں مال و جاہ کو ترجیح دے اور دین کی کچھ پرواہ نہ کرے جن لوگوں نے قرآن و حدیث کو نظر ایمانی سے دیکھا ہے ان کے نزدیک یہ مقدمہ اجلی بدیہات ۱؎ سے ہے۔

مقدمہ خامسہ: شریعت کے احکام کا دارومدار حقیقت پر ہے، نہ نام پر پس اگر کسی شے کا نام بدل دیا جائے تو جب تک اس کی حقیقت نہ بدلے گی حکم نہ بدلے گا مثلاً اگر کوئی شراب کو شربت یا زنا کو نکاح کہا کرے تو اس کا حکم نہ بدلے گا اور دونوں کا حکم یعنی حرمت باقی رہے گی۔

مقدمہ سادسہ: کسی شے پر حکم لگانا باعتبار غالب اور اکثر کے ہے ایک آدھ فرد کا اس سے نکل جانا اس حکم کے مخالف نہ کہلائے گا مثلاً ایک مقدار خاص کی اکثر اوقات و اکثر اشخاص کے اعتبار سے مہلک ہو سو فرضاً اگر کسی خاص وقت یا کسی خاص شخص کے اعتبار سے نوبت بہ ہلاک نہ پہنچائے تب بھی اس مقدار پر اطباء مہلک ہی ہونے کا حکم لگا دیں گے اور اس شاذ و نادر صورت کو کالعدم و ناقابل اعتبار سمجھیں گے چنانچہ اسی مقام سے "للاکثر حکم الکل" اور "النادر کالمعدوم" مثل مشہور ہوگئی ہے۔ اپنے محاورات میں بھی اگر ذرا غور کر کے دیکھا جاوے تو اس کی نظیریں بہت ملیں گی مثلاً کسی قوم کو بہادر اور دلیر کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا ہر فرد بہادر اور دلیر ہے اور کوئی شخص بھی، اس قوم کا بزدل نہیں، بلکہ سب سمجھتے ہیں کہ یہ حکم اس قوم کے اکثر فرد کے اعتبار سے ہے۔

مقدمہ سابعہ: کسی شے پر کسی خاص اثر کے مرتب ہونے کا حکم لگانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے اسباب بھی معلوم ہوں بلکہ مطلقاً حکم لگانے کے لئے مشاہدہ اور تجربہ بالکل کافی

۱؎ جَلِی یَجْلی سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے، مصدر جلاء بمعنی خوب روشن اور واضح ہونا۔ اَجلی بَدیہات یعنی انتہائی واضح دلیل۔

دلیل ہے مثلاً مقناطیس پر یہ حکم لگانا کہ وہ لوہے کو کشش کرتا ہے اس حکم کی صحت، تکرارِ مشاہدہ و تجربہ سے بالکل قطعی اور یقینی ہے، اگرچہ کشش کرنے کی علت اور سبب اب تک یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں ہوا بلکہ تجربہ اور مشاہدہ پر اس قدر وثوق (یقین) کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہمارے تجربہ کے خلاف دلیل قطعی سے ثابت کر دے تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے مقابل (خلاف) اس کی دلیل نہ مانی جاوے گی اور کہا جاوے گا کہ اس دلیل کی غلطی اگرچہ ہم کو معلوم نہیں ہوتی لیکن چونکہ مشاہدہ کے خلاف ہے، اس لئے ضرور غلط ہے مثلاً اگر کوئی شخص مقناطیس میں عدم الجذب (کھینچنا) دلیل سے ثابت کر دے تاہم بمقابلہ مشاہدہ کے وہ دلیل بالکل ناقابل اعتبار ہوگی اور مجیب کو اُن دلیلوں کا جواب دینا ضروری نہ ہوگا بلکہ اس کو صرف اسی قدر کہہ دینا کافی ہوگا کہ چونکہ یہ دلیلیں مشاہدہ کے خلاف ہیں اس لئے غلط ہیں۔

مقدمہ ثامنہ: ہر شے قابل تحصیل دو قسم پر ہے۔

۱۔ مقصود لذاتہٖ جس کو مطلق مقصود بھی کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ مقصود لغیرہٖ جس کا نام ضروری بھی رکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ مقصود لذاتہ کے یہ معنی کہ وہ شے خود مقصود ہے کسی دوسرے مقصود حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور ذریعہ نہیں ہے۔

۲۔ مقصود لغیرہ اس کے برعکس ہے یعنی خود مقصود نہیں بلکہ ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ مقصود کا ذریعہ ہے بغیر اس کے مقصود تک پہنچنا دشوار ہے۔

سو مقصود لذاتہ کی تحصیل میں بس نہیں ہوتی اور مقصود لغیرہٖ (ضروری) میں جب قدر ضرورت حاصل ہوجائے گی آگے روک دیا جاتا ہے مثلاً غذا اور دوا کو لیجئے کہ غذا تو مقصود ہے اور دوا ضروری۔ پس غذا تو تمام عمر کا شغل ہے اور دوا چونکہ ضرورت مرض سے ہے جب مرض نہ رہے گا دوا سے روک دیا جاوے گا۔

مقدمہ تاسعہ: جس امر میں اہل الرائے اختلاف کریں حقیقت میں وہ اختلاف اُس امر کے دلیل کے کسی مقدمہ میں ہوگا یہ نہیں ہوسکتا کہ دلیل تو طرفین کو مسلم ہو اور پھر نتیجہ اور مدعیٰ میں مخالفت رہے سو وہ مقدمہ جس میں فی الحقیقۃ اختلاف ہے اگر مقدمہ شخصیہ[۱] ہے تو وہ اختلاف قابل اعتبار نہیں اور اگر مقدمہ کلیہ[۱] ہے تو البتہ وہ اختلاف قابل اعتبار ہوگا مثلاً ایک شخص زید ایک آدمی کا نام رکھ کر کہتا ہے "زید آدمی ہے اور جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے اس لئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے"۔

دوسرا زید گدھے کا نام رکھ کر کہے "زید گدھا ہے اور کوئی گدھا لکھ نہیں سکتا اس لئے زید بھی لکھ نہیں سکتا"۔ پس یہ اختلاف مقدمہ شخصیہ میں ہے کہ زید آیا واقع میں کسی آدمی کا نام ہے یا گدھے کا تو اختلاف قابل اعتبار نہیں بلکہ ذرا سے غور کے بعد اختلاف اٹھ جاتا ہے کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا قول صحیح ہے اور دوسرا یقیناً غلط اور اگر گدھے کا نام ہے تو دوسرا قول صحیح ہے اور اول غلط ہے۔ ہاں اگر جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اس مقدمہ کلیہ میں کوئی اختلاف کرے اور کہے کہ ہر آدمی نہیں لکھ سکتا تو یہ اختلاف البتہ قابل اعتبار ہوگا "فهم حق الفهم"

مقدمہ عاشرہ: جو حکم کسی عارض کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس حکم کا دارومدار عارض پر ہوتا ہے پس اگر زمانہ کے اختلاف یا ملک کے تبدیل سے وہ عارض جاتا ہے تو وہ حکم بھی جاتا رہے گا۔

جب یہ مقدمات عشرہ مُمَہِّد (تمہید کے طور پر لائے جاچکے ہیں) ہوچکے اب بعونہ تعالیٰ مقصود کی طرف رجوع کیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ انگریزی اپنی ذات میں ایک زبان ہے اور باعتبار کورس متعارف کے چند فنون وعلوم کا نام ہے۔ کسی زبان یا کسی فن علمی کا سیکھنا اپنی ذات ...

---

[۱] مقدمہ شخصیہ اس کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص شخص پر حکم کیا جاوے جیسے زید کھڑا ہے۔ یہ مقدمہ شخصیہ ہے کہ اس میں کھڑے ہونے کا حکم خاص زید ہی پر کیا گیا ہے۔ اور

مقدمہ کلیہ اس کے برعکس ہے جیسے سب آدمی کہتے ہیں (لکھتے ہیں) کہ کہنے کا حکم کسی آدمی پر نہیں کیا گیا بلکہ مطلقاً سب آدمی پر حکم ہے۔

ممنوع نہیں کہا جاتا لیکن مفاسد اور قبائح مل جانے سے ممنوع لغیرہ ہو سکتا ہے (بحکم مقدمہ اولی) اور جب مفاسد اور قبائح مرتب ہونے لگیں باوجود اپنے اباحت اصلیہ کے قابل ممانعت ہو جاوے گا (بحکم مقدمہ ثانیہ) اب ان آثار کو ملاحظہ فرمائیے جو اس وقت انگریزی تعلیم میں پیدا ہوتے ہیں نماز و روزہ میں کاہلی بلکہ اعراض عقائد دینیہ میں ضعف بلکہ تشویش و انکار، تکبر، نمائش، تصنع و تقلید کفار، دوسروں کو حقیر سمجھنا، دینداروں کو نظر مذلت سے دیکھنا اور یہ سب دین کی بربادی ہے کیونکہ امور مذکورہ اجزاء دین ہیں (بحکم مقدمہ ثالثہ) اور شب و روز دماغ میں ترقی مال اور حصول مناصب کی ہوسیں پکنا ان کی تحصیل میں احکام شرعیہ کی ذرہ برابر بھی نظر میں وقعت نہ رہنا اور اس مقدمہ میں بے باکی آجانا اور یہی دنیا ہے جو اللہ اور رسول کے نزدیک مبغوض و ملعون ہے (بحکم مقدمہ رابعہ) گو اس وقت اس دنیائے ملعونہ کا نام ہوسناکوں نے اولو العزمی اور ترقی رکھا ہے مگر عنوان بدلنے سے معنون نہ بدلے گا نہ اس کا حکم بدلے گا (بحکم مقدمہ خامسہ) اور اگرچہ بعض لوگوں میں یہ آثار نہیں پیدا ہوتے یا کم پیدا ہوتے مگر شاید فیصدی مشکل سے دس آدمی اس سے محفوظ ہوں تو ہوں پس اس تخلف کو قابل اعتبار نہیں سمجھا جاوے گا (بحکم مقدمہ سادسہ) اور ان آثار کی علت خواہ صحبت اہل الحاد کی ہو یا تعلیم دین کا اہتمام نہ ہونا قرار دیا جاوے خواہ خود بعض فنون کا خاصہ ہو جیسے سائنس وغیرہ یا مصنفین کے خیالات کا عکس ہو جو بذریعہ تصنیفات کے مخفی طور پر ناظرین کے قلب پر پڑتا ہے مگر جب مشاہدہ سے ترتب آثار (اثر پڑنا) کا ثابت ہے اس بات کی تعیین نہ ہونا باعث تردد فی الحکم نہیں ہو سکتا بلکہ اگر کوئی شخص دلائل سے ان آثار کا لازمی نہ ہونا بھی ثابت کر دے مگر مشاہدہ کو مکذب دلائل (دلائل کو غلط کرنے والا) سمجھا جاوے گا (بحکم مقدمہ سابعہ) البتہ جو شخص دنیا کی ضرورت سے پڑھنا چاہے (بشرطیہ وہ ضرورت شرعاً بھی ضرورت سمجھی جاوے اور اعلیٰ درجہ کے پاس اور ڈگریوں کا حاصل کرنا اور اس سے اعلیٰ درجہ کے عہدوں کا حاصل کرنا جس میں سرتا

سر شریعت کی مخالفتیں کرنا پڑتی ہیں حد ضرورت سے خارج ہے) یا کسی دینی ضرورت سے پڑے مثلاً مخالفین کے اعتراضات کے جواب دینے کے لیے یا مخالفوں کو اسلام کی دعوت کرنے کے لئے (اور یہ تو عنقاء ہے) (یعنی نادر و کمیاب ہے) تو بقدر رفع ضرورت اجازت ہوگی اور اس سے آگے بندش (بحکم مقدمہ ثامنہ) اس تقریر سے صاحب انصاف کے نزدیک انگریزی تعلیم کے قبح میں ذرا بھی شک نہ رہا ہوگا اگر کسی عالم مستند کا قول یا فتویٰ اس کے خلاف میں پایا جاوے تو حقیقت میں یہ اختلاف ایک مقدمہ شخصیہ میں ہے نہ مقدمہ کلیہ میں یعنی اس مقام پر ہمارے دعوے کی دلیل میں دو مقدمے ہیں۔

۱۔ یہ کہ انگریزی سے فلاں فلاں آثار قبیحہ پیدا ہوتے ہیں اور "مقدمہ شخصیہ" ہے۔

۲۔ یہ کہ جس چیز سے یہ آثار قبیحہ پیدا ہوں وہ قبیح ہے یہ "مقدمہ کلیہ" ہے۔

سو مقدمہ اولیٰ کوئی مسئلہ شرعی نہیں بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے جس میں اختلاف مشاہدہ و تجربہ سے اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور مشاہدہ و تجربہ سے ایک رائے کی غلطی کا معائنہ ہو سکتا ہے۔ ہاں دوسرا مقدمہ مسئلہ شرعی ہے سو اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا پس ایسا اختلاف ہمارے دعوے مذکورہ کو مضر نہیں ہو سکتا (بحکم مقدمہ تاسعہ) البتہ اگر کسی خاص طریق سے ان آثار قبیحہ کا انسداد ہو جاوے اور اس تعلیم کی مضرت اکثریہ کا دفعیہ ہو جاوے تو اس وقت اس سے حکم قبیح کا اُٹھ جاوے گا گو حالت موجودہ سے تو اس کی امید بہت کم ہے مگر قضیہ شرطیہ کے صدق میں کوئی کلام نہیں (بحکم مقدمہ عاشرہ)

هذا أخر ما اردنا ایراده فی هذه الباب والله تعالی اعلم بالصواب وعنده ام الکتاب نسئل الله تعالی حسن المأب ببرکة سید الرسل وهادی السبل واله واصحبه

کتبہ محمد اشرف علی تھانوی امدادی عفی عنہ